بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطبِ درخشاں

مختصر سیرت و سوانح

قدوۃ الصالحین، زبدۃ العارفین خواجہ سراج الدین، خاتم المحدثین

حضرت علامہ الحاج سید محمد خلیل کاظمی چشتی، صابری، قادری، نقشبندی سہروردی

المتخلص خاکی امروہوی قدس سرہ العزیز

مع

شجرۂ نسب و شجرۂ طیبہ چشتیہ، صابریہ، قادریہ

اور..................اوراد و وظائف

حسب فرمائش

حضرت الحاج حکیم سید محمد احمد خلیلی بانی و ناظم جامعہ غوثیہ رضویہ

و صابری جامع مسجد، پیروالی گلی، غوث نگر، سہارنپور یوپی

مرتبہ:۔ سید مرغوب امین کاظمی امروہوی

Scanned by CamScanner

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

تفصیلات

نام کتاب قطب درخشاں

نام مؤلف از:۔ سید مرغوب امین کاظمی امروہوی، ایم۔اے۔

صفحات ۴۸

تعداد ایک ہزار

باراول جنوری ۲۰۰۵ء

کمپوزنگ محمد عارف مظاہری، نزد عربی مدرسہ سہارنپور

ملنے کے پتے

(۱) الحاج حکیم سید محمد احمد قادری خلیلی

جامعہ غوثیہ رضویہ وصابری جامع مسجد، پیروالی گلی، غوث نگر، سہارنپور یوپی

فون نمبر مطب:۔ 0132-2645786 رہائش:۔ 0132-2612292

(۲) سید نورالامین کاظمی محلہ کنکوئی امروہہ، ضلع جے پی نگر یوپی

Scanned by CamScanner

قطب درخشاں

سلسلۂ نسب

قدوۃ الصالحین ، زبدۃ العارفین خواجہ سراج الدین ، خاتم المحدثین حضرت علامہ الحاج سید محمد خلیل کاظمی ، چشتی ، صابری ، قادری ، نقشبندی ، سہروردی المتخلص خاکی امروہوی قدس سرہٗ العزیز ، خاندان سادات کاظمیہ کے وہ سراج منیر تھے جس کے لمعاتِ نورانی نے ہزارہا علم وعرفان کے چراغ روشن کر کے علمی اور روحانی دنیا کی تابناکی کو خیرگی کی شان بخشی۔

آپ کا سلسلۂ نسب حسب ذیل ہے۔

۱۔ علامہ سید محمد خلیل کاظمی	۹۔ سید بدیع الزماں کاظمیؒ اکبرآبادی
۲۔ مولوی سید مختار احمد کاظمیؒ	۱۰۔ سید محمد امین کاظمیؒ اکبرآبادی
۳۔ حافظ سید یوسف علی کاظمیؒ	۱۱۔ سید شاہ عبدالوہاب کاظمیؒ
۴۔ مولانا سید شاہ وصی اللہ کاظمیؒ	۱۲۔ سید محمد عظیم کاظمیؒ
۵۔ مولانا سید شاہ ضیف اللہ کاظمیؒ	۱۳۔ سید حفیظ اللہ کاظمی
۶۔ مولانا سید شاہ سیف اللہ کاظمیؒ	۱۴۔ سید لطف اللہ کاظمیؒ
۷۔ مولانا سید میر محمد اشرف کاظمیؒ دہلوی ثم امروہوی	۱۵۔ سید محمد کاظمیؒ
۸۔ مولانا سید محمد احسن کاظمیؒ دہلوی	۱۶۔ سید محمود کاظمیؒ نان الٰہی

Scanned by CamScanner

۱۷۔ سید محمد حسین کاظمیؒ
۱۸۔ سید محمد یحییٰ کاظمیؒ مکی صدر الشریعۃ عہد جہانگیر
۱۹۔ سید حسین کاظمیؒ ہروی
۲۰۔ سید امام کاظمی ہروی
۲۱۔ سید خواجہ حسین کاظمیؒ مروی
(صدر الشریعۃ صوبہ کھمبات، فرمان اکبری)
۲۲۔ سید میر دوست کاظمیؒ مروی وزیر ہمایوں
۲۳۔ سید اسد اللہ کاظمیؒ (ثانی)
۲۴۔ سید ناصر کاظمیؒ ہروی
۲۵۔ سید صائب کاظمیؒ
۲۶۔ امیر کبیر سید خضر کاظمیؒ
۲۷۔ سید اسد اللہ کاظمیؒ طائفی
۲۸۔ سید سلیمان کاظمیؒ طائفی
۲۹۔ سید سراج الدین کاظمیؒ
۳۰۔ سید بدر الدین کاظمیؒ
۳۱۔ سید سلطان محسن کاظمیؒ

۳۲۔ سید سلطان بایزید کاظمیؒ
۳۳۔ سید امام ابو اسحاق کاظمیؒ
۳۴۔ سید ابو القاسم الحسین کاظمیؒ
۳۵۔ سید علی الاصغر المہدی کاظمیؒ
۳۶۔ سید ابو الطیب احمد کاظمیؒ
۳۷۔ سید ابو الحسن محمد کاظمیؒ
۳۸۔ سید ابو القاسم جعفر کاظمی
۳۹۔ سید عبید اللہ کاظمیؒ
۴۰۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام
۴۱۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
۴۲۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
۴۳۔ حضرت امام علی اوسط زین العابدین علیہ السلام
۴۴۔ حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام
۴۵۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
شوہر نامدار سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراؑ
بنت سید المرسلین خاتم النبیین
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مقام وتاریخ ولادت باسعادت

حضرت علامہ یکم شوال المکرّم ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۶/ مارچ ۱۸۹۶ء بروز دوشنبہ صبح صادق کے وقت محلہ کٹکوئی ، امروہہ، ضلع مرادآباد میں پیدا ہوئے ، آپ کی پیدائش کی خبر سن کر آپ کے جدامجد کے بھائی حضرت حافظ یعقوب علی صاحبؒ اور آپ کے دادا پیر حضرت شاہ جی غلام حیدرؒ صاحب آپ کو دیکھنے کیلئے تشریف لائے ، حافظ صاحب نے آپ کو بڑے پیار سے گود میں لیا اور آپ کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور فرمایا، میرا یہ بیٹا خاندان کا چشم و چراغ ہوگا۔ شاہ صاحب نے اپنی دستار مبارک آپ کے سر مبارک پر رکھی اور فرمایا ”میرا یہ بیٹا مادرزاد ولی اور میرا خلیفہ ہے“۔ شاہ صاحب کی زبان مبارک سے یہ جملہ سن کر آپ مسکرادیے۔

بچپن

حضرت علامہ ابتداء سے ہی نہایت بھولے، معصوم اور صابر تھے، دادی اماں فرمایا کرتی تھیں کہ آپ نے کبھی کھانے پینے کی چیزوں پر جھگڑا اور ہٹ نہیں کی ، اپنے حصہ کی چیزیں اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کو کھلا کر خوش ہوتے تھے، کبھی کبھی چپڑی روٹی کی خواہش کرتے ، گھی موجود نہ ہوتا تو آپ کی والدہ ماجدہ روئی کو پانی میں بھگو کر روٹی پر مل دیتیں اور آپ خوش ہو کر کھا لیتے۔

مولوی رضوان الواسع مرحوم کا بیان ہے کہ ”جب ہم سب بچے آپس میں کھیلتے اور کھیل میں لڑائی ہو جاتی تو آپ الگ ہو جاتے اور اس جگہ جا کھڑے ہوتے جہاں اب آپ کا مرقد پُرنور ہے، ہم حیران تھے کہ وہ وہاں

کھڑے ہو کر کیا کرتے ہیں آخر ایک دن ہم نے چھپ کر دیکھا اور ان کی باتیں سنیں، آپ کہہ رہے تھے کہ اللہ پاک میں بچوں کے کھیل میں شریک ہوں، ان کی لڑائی میں نہیں، مجھے معاف فرما، آپ بدتمیز بچوں کی صحبت سے گریز کرتے تھے اور بزرگوں کی نصیحت غور اور توجہ سے سنتے اور اس پر عمل کرتے تھے۔

تعلیم وتربیت

اپنے والد محترم کے زیر سایہ آپ نے قرآن مجید ناظرہ، ابتدائی اردو اور فارسی نیز صرف ونحو امروہہ میں پڑھ کر مدرسہ عالیہ ریاست رامپور میں داخلہ لیا اور وہاں کا مکمل نصاب تعلیم، حسب ترتیب درجات نہایت محنت وریاضت کے ساتھ مندرجہ ذیل اساتذہ سے پورا کرکے درجہ اعلیٰ کی سند امتیازی شان سے حاصل کی۔

درجۂ پنجم کا نصاب حضرت مولانا وزیر محمدؒ خانصاحب رامپوری سے درجۂ چہارم کا حضرت مولانا نذیر الدین صاحب امروہویؒ سے درجہ سوم کا حضرت مولانا معز اللہ خانصاحب رامپوریؒ سے، درجۂ دوم کا حضرت مولانا محمد امین خاںؒ صاحب افغانی سے اور درجۂ اول کا حضرت مولانا سید عبدالعزیز صاحب انبہٹوی سہارنپوریؒ استاذ نواب رامپور وارشد تلامذۂ حضرت مولانا محمد عبدالحق صاحب خیرآبادی قدس سرہما سے پڑھا، درجہ ادیب کا نصاب حضرت مولانا وزیر احمد صاحب رامپوری سے پڑھا اور تکمیل مولانا فضل حق صاحب شاہجہانپوری تلمیذ خاص حضرت

Scanned by CamScanner

مولانا ارشاد حسین صاحب محدث رامپوری قدس سرہما سے حاصل کی، قراءت وتجوید کی مشق جناب قاری علی حسین صاحب رام پوری شاگرد رشید حضرت قاری عبد الرحمٰن صاحب پانی پتی سے کی، قراءت عاصم بن حفص میں سونے کا تمغہ حاصل کیا۔

قوت حافظہ اور علمی استعداد

آپ کی قوت حافظہ، علمی استعداد، ذوقِ عبادت، بلند کردار اور بزرگوں کا ادب واحترام اور تعظیم وتکریم کے تمام اساتذہ معترف تھے اور آپ کی ذات والا پر فخر وناز کرتے تھے، آپ نے ہر امتحان میں امتیازی حیثیت سے کامیابی حاصل کی، تحریر وتقریر، عربی زبان وادب، علم فقہ وحدیث میں آپ کی استعداد کو دیکھ کر بڑے بڑے ذی علم حیران اور ششدر رہ جاتے تھے، دوران تعلیم آپ نے اپنی علمی لیاقت وذہانت کی بناء پر ریاست سے کئی بار انعامات حاصل کئے۔

حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خانصاحب ؒ فرماتے ہیں۔

"حضرت خاتم المحدثین علامہ خاکی ؒ میرے مطالعہ کے استاد ہیں آپ مدرسہ عالیہ رام پور سے دستار فضیلت حاصل کر کے خانقاہ نیازیہ میں حضرت عزیز میاں کے بھائی خلیل احمد صاحب کے اتالیق کی حیثیت سے بریلی تشریف لائے، اس دوران آپ میرے والد محترم اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خانصاحب قدس سرہٗ العزیز کے درس بخاری شریف میں پابندئ اوقات کے ساتھ شرکت فرماتے تھے، اعلیٰ حضرت علم حدیث سے متعلق آپ سے ایسے ایسے پیچیدہ سوالات کرتے کہ ہم سب طلباء حیران رہ جاتے، لیکن آپ فوراً ہی نہایت مدلل لیکن مختصراً اور جامع الفاظ

میں اس طرح جواب دیتے گویا پہلے سے تیار ہو کر آئے تھے۔

اعلیٰ حضرت آپ کے جوابات سن کر طلباء سے مخاطب ہو کر فرماتے۔

''رحمۃ للعالمین کی تم پر خاص عنایت ہے کہ اپنے خانوادہ کے ایک ہونہار عالم کو ہمارے علم میں اضافہ کیلئے بھیج دیا ہے تم میرے سوالات اور سید صاحب کے جوابات اچھی طرح ذہن نشین کرلیا کرو''۔

ایک دن مجھ سے فرمایا ''اگر تم علم حدیث میں مہارت حاصل کرنا چاہتے ہو تو سید صاحب کو اپنے مطالعہ کا استاد بنالو'' میں نے حضرت علامہ سے درخواست کی، آپ نے بلا عذر اس ذمہ داری کو قبول فرمالیا اور اس دن سے امتحانات تک نہ صرف مطالعہ میں میری رہبری فرماتے رہے بلکہ علم حدیث کے ان نکات اور رموز و غوامص سے آگاہ کیا جو صدہا کتابیں پڑھ کر برسہا برس کی عرق ریزی کے بعد بھی مشکل سے سمجھ میں آتے''۔

مفتی اعظم نے آپ کو ہمیشہ خاتم المحدثین سے خطاب فرمایا ہے، آنجناب کا بیان ہے کہ حضرت علامہ جو فتویٰ صادر فرماتے تھے اور لوگ اس فتوے کو تصدیق کیلئے میرے پاس لاتے، تو اس کو پڑھ کر میری حیرت کی انتہاء نہ رہتی، نہایت مختصر لیکن جامع اور مدلل ہوتا تھا، ان کے فتوے میرے علم میں اضافے کا باعث ہوتے تھے اور میں الجواب صحیح لکھ دیا کرتا تھا۔

ڈنمارک میں ۲۲ گھنٹہ کا دن ہوتا ہے، مغرب کی نماز کا وقت ختم ہوتے ہی صبح ہونے کے آثار شروع ہو جاتے ہیں اسلئے عشاء کی نماز کا وقت ہی نہیں ہوتا۔

عشاء کی نماز کی ادائیگی سے متعلق فتویٰ طلب کیا گیا دنیا کے مختلف اداروں کے مفتیان نے فتویٰ صادر کیا کہ وہاں کے لوگ عشاء کی نماز بطور قضا کے ادا کریں گے۔

Scanned by CamScanner

آپ کے سامنے بھی یہ مسئلہ پیش کیا گیا، آپ نے برجستہ کلام پاک کی یہ آیت شریفہ پڑھی، اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا (ترجمہ:۔ بے شک مومنوں پر نماز اپنے وقتوں میں فرض ہے) آپ نے فتویٰ دیا کہ جب وہاں عشاء کا وقت ہوتا ہی نہیں تو وہاں کے لوگ عشاء کی نماز ادا نہیں کریں۔گے وہ چار ہی وقت کی نماز پڑھیں گے آپ کے اس فتویٰ کو سب نے تسلیم کیا۔

علامہ ارشد القادری کا بیان ہے کہ

''مراد آباد میں جامعہ نعیمیہ کے زیر اہتمام جلسہ تھا جس میں مشاہیر علمائے سنت کے علاوہ مفتیٔ اعظم حضرت مصطفےٰ رضا خانصاحب قدس سرہٗ بھی شریک تھے، میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک عالم حروفِ مقطعات کے بارے میں تقریر کر رہے تھے جس کا لب لباب یہ تھا کہ ان کے معنیٰ سوائے خدا اور رسول کے اور کوئی نہیں جانتا، ان کے بعد خاتم المحد ثین کو دعوت تقریر دی گئی۔آپ نے پُر جلال انداز میں فرمایا مولانا! آپ نے حدیث پاک کا مطالعہ نہیں کیا۔ بے شک حروف مقطعات کے معنیٰ واسرار خدا اور رسول کے علم میں ہیں لیکن جس کو خدا چاہتا ہے اس پر ان کے معنیٰ واسرار ظاہر کر دیتا ہے۔آج بھی اور اس جگہ بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو ان سے واقف ہیں۔حضرت مفتیٔ اعظم صاحب نے میرا ہاتھ دبا کر فرمایا ''جوش میں آکر خاتم المحد ثین اپنا راز فاش کر بیٹھے''۔

حضرت مولانا قاری عبد اللطیف صاحب سیکروی ضلع مظفر نگر خلیفہ مجاز حضرت مولانا نعیم الدین صاحب'' بانی ومہتمم جامعہ نعیمیہ مراد آباد کا بیان ہے کہ حضرت موصوف ''کنز الایمان'' لکھ رہے تھے۔اس زمانہ میں حضرت خاتم المحد ثین امروہوی

Scanned by CamScanner

مدرسہ محمدیہ حنفیہ کے مقدمہ کے سلسلہ میں مرادآباد تشریف لاتے تو حضرت مولانا نعیم الدین صاحب اپنا لکھا ہوا بطور اصلاح حضرت کو دکھاتے تھے۔آپ اس کو پڑھتے اور جہاں کمزوری پاتے وہاں پنسل سے نشان لگا کر فرماتے کہ فلاں کتاب کے فلاں صفحہ پر اس کو پھر دیکھ لیں۔''

حضرت مولانا نعیم الدین صاحب فرماتے تھے کہ

''میں نے خاتم المحدّثین جیسا قوّت حافظہ رکھنے والا اور جملہ علوم پر اس قدر عبور رکھنے والا کوئی عالم نہیں دیکھا''۔

خود کفالت

مدرسہ عالیہ رام پور میں داخلہ کے بعد آپ نے اپنے پیر بھائی جناب مسیتا خاں صاحب مرحوم کے یہاں رہائش اختیار کی ،اپنی فطری غیرت اور خودداری کے باعث آپ کو یہ گوارہ نہیں تھا کہ دوسروں پر بوجھ بنیں۔آپ کو دو پیسے یومیہ وظیفہ ملتا تھا ،آپ نے اسی پر گزارہ کرنا پسند کیا اور محض گڑ، چنے ،آلو،شکر قندی کھا کر بسر اوقات کی ،یہی نہیں اس قلیل وظیفہ میں سے بھی کچھ پس انداز کر لیتے اور جب گھر جاتے تو یہ پسماندہ رقم اپنی والدہ ماجدہ کو نذر کردیتے ،فرمایا کرتے تھے کہ بازار نصر اللہ خاں میں ایک شخص پوریاں بیچا کرتا تھا اور ہمیں ہر جمعرات کو دو پیسے کی بجائے جمعرات اور جمعہ کا اکٹھا وظیفہ ایک آنہ ملتا تھا۔اس دن میں دو پیسے کی پوریاں خرید کر کھایا کرتا تھا۔

Scanned by CamScanner

قوّتِ حافظہ

جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے کہ آپ مدرسہ عالیہ رام پور سے فراغت کے بعد بریلی میں اعلیٰ حضرت کے درس بخاری میں شرکت فرماتے تھے، ختم بخاری شریف کے بعد رام پور تشریف لائے اور کپڑے کی تجارت شروع کی اور کچھ ٹیوشن بھی کیے، شعبان المعظم کی آخری تاریخیں تھیں، آپ نے ٹاٹ شاہ میاں کی مسجد میں مغرب کی نماز ادا کی، نماز کے بعد چند نمازی حسرت بھرے لہجے میں کہہ رہے تھے، اس مرتبہ مسیتا خاں کے صاحبزادے کہیں اور کلام پاک سنائیں گے، ہم غریب دوسرے حافظ کا کہاں سے بندوبست کریں، ایک دوسرے نمازی نے کہا، بھائی! اس بار اَلَمْ تَرَ سے تراویح پڑھنا پڑیں گی، آپ ان کی باتوں سے بیحد متاثر ہوئے، فرمایا، انشاء اللہ تعالیٰ میں آپ کو کلام پاک سناؤں گا، چنانچہ آپ وعدہ کے مطابق روزانہ ڈیڑھ پارہ از خود حفظ کرتے اور تراویح میں سنا دیتے تھے، آپ نے اپنے والد مکرم کو لکھا کہ میں ٹاٹ شاہ میاں کی مسجد میں کلام پاک سنا رہا ہوں، ۲۱ر رمضان کو ختم کروں گا، تشریف لائیں، حضرت مولانا سید مختار احمد کاظمی نور اللہ مرقدہٗ کی حیرت اور خوشی کی انتہا نہ رہی، چند احباب کے ساتھ رام پور تشریف لائے اور ختم کلام پاک کے جملہ اخراجات اپنی حبیب خاص سے کیے، اس طرح آپ نے صرف بیس روز کے مختصر عرصہ میں کسی استاد کی مدد کے بغیر پورا کلام پاک حفظ کرلیا۔

Scanned by CamScanner

درس وتدریس

حضرت سید شاہ بہاؤالدین صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کے بیحد اصرار پر آپ ان کے مدرسہ اسلامیہ عربیہ چونڈیرہ، ضلع بلند شہر میں پہنچے اور وہاں پر جملہ علوم وفنون اسلامیہ کی تعلیم دی۔

۳رذی الحجہ ۱۳۴۷ھ کو آپ کے والد محترم حضرت مولانا سید مختار احمد کاظمیؒ نے بعمر ۵۲ سال وفات پائی تو آپ چونڈیرہ سے امروہہ واپس آگئے اور اسی سال مدرسہ اسلامیہ عربیہ بحر العلوم بانی، مولانا ریاست علیؒ خانصاحب واقع شاہجہانپور میں مسندِ درس پر متمکن ہوئے اور وہاں صدہا تشنگانِ علم کو سیراب کیا۔

جناب قاضی محبوب احمد عباسی صاحب مرحوم کی دعوت پر آپ امروہہ تشریف لائے اور مدرسہ محمدیہ حنفیہ میں بحیثیت صدر مدرس مامور ہوئے، یہاں پر ہزارہا تشنگانِ علم نے اس بحرِ علم سے اپنی پیاسیں بجھائیں، مقدمہ ہار جانے کی وجہ سے مدرسہ بند ہوگیا لیکن آپ نے اس کو کچھ عرصہ تک اپنے صرفہ سے جاری رکھا۔

۴۵-۱۹۴۴ء میں اپنے بھائی کی درخواست پر آپ ملتان شریف تشریف لے گئے اور ان کے مدرسہ انوار العلوم میں ایک سال تک شیخ الحدیث کی حیثیت سے درس جاری رکھا اور یہیں سے حج بیت اللہ وزیارت روضۂ مطہرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے برفاقت حاجی منشی اللہ بخش بانی ومتولی انوار العلوم ملتان، آبی جہاز سے روانہ ہوئے، آپ کے ساتھیوں کا بیان ہے کہ سفر کے دوران آپ نے نہ تو جہاز کی جانب سے دیا جانے والا کھانا کھایا اور نہ ہی ان کی صحت پر سمندری آب

وہوا کا کوئی اثر نہ ہوا جب کہ دوسرے مسافروں کو دورانِ سفر متلی اور بخار کی شکایت ہوئی، آپ جہاز پر بیشتر وقت مصروفِ عبادت رہتے۔ ایک روز جہاز سمندری طوفان میں گھر گیا۔ ایک قیامت سی برپا تھی۔ جہاز کے عملہ پر مایوسی طاری تھی۔ کسی نے کپتان کو بتایا کہ جہاز میں ایک بزرگ سفر کر رہے ہیں ان سے رجوع کیجئے، کپتان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کی درخواست کی آپ نے طوفان کی طرف ٹھہرنے کا اشارہ کیا۔ چند منٹ کے بعد سمندر ساکت ہوگیا۔

مقاماتِ مقدسہ کی تعظیم

جدہ کی بندرگاہ پر اتر کر آپ نے اپنا سامان اپنے ہمراہیوں کے سپرد کیا۔ جوتے بندرگاہ پر چھوڑے۔ ننگے پیر پیدل چل کر مکہ معظّمہ آئے اور عمرہ کیا۔ اس موقع پر آپ کو حجرِ اسود کے بوسے لینے اور خانۂ کعبہ کے اندر داخل ہو کر نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

عمرہ کرنے کے بعد آپ برہنہ پا پیدل مدینہ منورہ پہنچے۔ وہاں پر زیادہ تر وقت روضۂ اقدس اور مسجدِ نبوی میں گزارتے۔ روزہ رکھتے اور چند کھجوروں سے افطار کرتے، بہت کم کھاتے تاکہ پاخانے پیشاب کی حاجت نہ ہو، کئی کئی دنوں بعد جب حاجت ہوتی تو آپ مدینہ منورہ کی بستی سے بہت دور جا کر رفعِ حاجت فرماتے۔

مدینہ منورہ میں آپ کے بہت سے لوگ معتقد ہو گئے تھے، نہایت ہی احتیاط کے ساتھ بند کمروں میں میلاد شریف کی محفلیں منعقد ہوتیں جن میں

وہاں کے علماء اور مشائخ شرکت کرتے اور آپ کی بصیرت افروز تقاریر نیز عربی زبان پر حاکمانہ قدرت پر عش عش کرتے تھے، تقریباً چار ماہ تک آپ کا قیام مدینہ منورہ میں رہا۔

علامہ ارشد القادریؒ صاحب کے بڑے بھائی مولینا غلام آسی صاحب نے جامعہ غوثیہ رضویہ سہارنپور کے جلسہ میں فرمایا کہ

''میں نے مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خاتم المحدثین کو دیکھا، مصافحہ کے بعد میں نے عرض کیا، حضور! آپ کے حج پر آنے کی کوئی اطلاع نہیں ملی، اچانک کیسے آنا ہوگیا، آپ نے نہایت ہی آہستگی سے جواب دیا ''رحمت کی آندھی چلی تھی، کوڑے کرکٹ کی طرح مجھے بھی اڑا لائی، پھر فرمایا یہ مسجد نبویؐ ہے یہاں پر زور سے باتیں کرنا سوئے ادب ہے۔''

سفر حج سے واپسی کے موقع پر میں نے عرض کیا حضور! میری سراجی کی تعلیم نہیں ہو پائی ہے، آپ نے فرمایا ہم مکمل کرادیں گے، چنانچہ جدہ سے جہاز میں سوار ہوئے اور آپ نے مجھے سراجی کی تعلیم کتاب کی موجودگی کے بغیر دینا شروع کی اور بمبئی بندرگاہ پر اترنے سے پہلے مکمل کرادی، سراجی ترکہ سے متعلق کتاب ہے ذہین سے ذہین طالب علم دو سال سے پہلے اس کی تکمیل نہیں کرپاتا، لیکن آپ نے اس مختصر عرصہ میں مجھے جس طرح سراجی مکمل کرائی وہ آپ کی کرامت ہے، مجھے اس پر مکمل عبور حاصل کرادیا اور کبھی کہیں مجھے دشواری نہیں آئی۔

جملہ ارکان حج بحسن وخوبی انجام دینے کے بعد آپ امروہہ واپس آئے اور پھر کبھی ملتان نہیں گئے۔

حج بیت اللہ کے بعد آپ نے تخت سلیمان والی مسجد میں مدرسہ محمدیہ حنفیہ کو از سرنو قائم کیا، چند سال کی جدوجہد سے مدرسہ اعلیٰ پیمانہ پر چل پڑا تو آپ نے قاضی محبوب احمد عباسی اور شہر کے عمائدین پر مشتمل مجلس انتظامیہ قائم کر کے اس کا انتظام اس کے سپرد کر دیا اور آپ خود تبلیغ دین میں مصروف ہو گئے۔

ہندوپاک میں آپ کے بہت سے شاگرد جید علماء میں شمار ہوتے ہیں اور مسند درس پر متمکن ہیں، چند مشاہیر شاگردوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ۔ ملتان

۲۔ مولانا غلام جیلانیؒ۔ میرٹھ

۳۔ مولانا خلیل احمد برکاتیؒ۔ بدایوں

۴۔ مولانا سید علی محتشم خاں نقویؒ۔ کراچی

۶۔ مولانا سید غطریف حسن نقویؒ۔ لائلپور

۷۔ مولانا عبدالمصطفےٰؒ۔ اعظم گڑھ

۸۔ مولانا حافظ مبین الدین فاروقیؒ۔ امروہہ

۹۔ مولانا سید محبوب الٰہی رضویؒ۔ سہارنپور

۱۰۔ مولانا سید محمد عقیل کاظمیؒ۔ امروہہ

۱۱۔ مولانا عبدالقوی خاں۔ شاہجہانپور

۱۲۔ مولانا عبدالقدیر خاں، رام پور

۱۳۔ مولانا غلام آسیؒ صاحب

۱۴۔ مولانا سید نور الامیں کاظمی ۔ امروہہ

۱۵۔ حکیم اسلام الحق ؒ ۔ امروہہ

۱۶۔ مولانا ملک محمد خان ؒ ۔ نکوڑ

(برما، آسام، بنگال، بہار کشمیر اور دیگر مقامات میں آپ کے صدہا شاگرد تبلیغ واشاعت دین میں سرگرم عمل ہیں)

بیعت وخلافت

آپ علوم ظاہری کی تکمیل کے ساتھ ساتھ علوم باطنی اور معرفت الٰہی کے حصول میں بھی کوشاں رہے، چنانچہ اس مقصد کو حاصل کرنے کی خاطر آپ نے چشتیہ، صابریہ، قادریہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ سلاسل میں اپنے والد محترم حضرت مولانا سید مختار احمد کاظمی نور اللہ مرقدہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور بہت جلد سلوک کی تمام راہیں طے کر کے اجازت اجرائی جملہ سلاسل عالیہ حاصل کی اور خلیفۂ اول کے شرف سے مشرف ہوئے۔

سیرتِ مبارک

حضرت علامہ صوفی باصفا، متقی وپرہیز گار اور عابد شب زندہ دار تھے، ہمہ وقت باوضو رہتے تھے، خوش خو اور خوش گو تھے، متوکل اور قانع تھے، متحمل اور بردبار تھے، قدرت نے غیرت وخودداری آپ کی فطرت میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی، حد درجہ بے باک اور صاف گو تھے، صادق القول، وعدہ کے پابند، مہمان نواز، متواضع اور امین تھے۔ دولت اور شہرت اور نام ونمود سے قلبی

Scanned by CamScanner

نفرت تھی، حد درجہ سادہ زندگی بسر کرتے تھے، آپ کی سیرت کا ہر ایک پہلو تصنع اور بناوٹ سے پاک تھا۔ رحمت دو عالم ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور سنت پاک کے ڈھانچہ میں اپنی سیرت مبارکہ کو ڈھالنے کی سعی میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے، اس لئے آپ کے کردار میں وہ تمام خوبیاں بدرجۂ اتم موجود تھیں جو ایک انسان کامل کے لئے لازم و ناگزیر ہیں۔ آپ کا قلب مبارک جاری تھا، سوتے میں ہر سانس کے ساتھ اَللّٰہُ کی آواز سنائی دیتی تھی۔

ملاءِ اعلیٰ میں مقام

الحاج حکیم سید محمد احمد بانی و مہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ و صابری جامع مسجد سہارنپور خلیفۂ مجاز حضرت علامہ کا بیان ہے کہ حضور والا مخدوم پاک کے عرس سے فارغ ہو کر احقر کی مطب واقع خاں عالم پورہ، سہارنپور میں تشریف لائے، واپسی پر آپ کو گاڑی میں سوار ہو کر جب واپس آیا تو میرے والد محترم جناب حکیم مختار احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا، محمد احمد! تم بڑے خوش قسمت ہو کہ تم نے ایسے پیر کے دست حق پرست پر بیعت کی ہے جو قطب ہیں، میں نے عرض کیا آپ نے کیسے جانا۔ فرمایا کہ ''اگر قطب کی پشت کی طرف درود شریف پڑھا جائے چاہے دل ہی دل میں پڑھے وہ فوراً اپنا رُخ پھیر لیتا ہے، میں نے یہ عمل تین بار کر کے دیکھا۔ آپ نے ہر مرتبہ اپنا رخ میری طرف کر لیا۔

جناب قاضی مبارک علیؒ صاحب بجنوری آپ کے مرید خاص تھے، حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی درگاہ میں لائبریرین کی خدمات انجام

Scanned by CamScanner

دیتے تھے، ان کا بیان ہے کہ

''بدیع الزماں نام کے ایک بزرگ درگاہ شریف میں معتکف تھے، جو جید عالم دین صاحب نسبت اور پہنچے ہوئے بزرگ تھے، اپنے معمولات سے فارغ ہوکر اکثر میرے پاس آجاتے اور علم وعرفان کی باتیں کرتے تھے۔ ایک روز مجھ سے کہنے لگے میاں مبارک علی! جب تم مزار شریف میں داخل ہوتے ہو تو ایسا معلوم ہوتا ہے مزار شریف کی عمارت تمہاری پیشوائی کو جھک رہی ہے۔ برا نہ ماننا، میں تمہارے اندر کوئی ایسی بزرگی کا نشان نہیں پاتا کہ درگاہ خواجہ رحمۃ اللہ علیہ تمہیں سلامی دے۔ تمہارے پیر و مرشد کون ہیں؟ میں نے کہا حضرت علامہ سید محمد خلیل کاظمیؒ امروہوی۔ وہ یہ سن کر اچھل پڑے اور فرمایا تم کو اپنے مرشد کا مقام معلوم نہیں، درگاہ انہیں کی نسبت سے آپ کی پیشوائی کو جھکتی ہے، وہ اس زمانہ کے قطب الاقطاب ہیں اور ملاء اعلیٰ میں خواجہ سراج الدین ہیں، اور یہ خطاب ان کے لئے مخصوص رکھا گیا تھا۔ سمجھتے ہو ایک چراغ سے کتنے ہی چراغ روشن ہوسکتے ہیں۔ چھبیسویں روزہ کو ہم دونوں ایک ساتھ افطار کررہے تھے، اچانک کہنے لگے میاں مبارک علی! فوراً امروہہ چلے جاؤ، ورنہ زندگی بھر پچھتاؤ گے یہ کہہ کر وہ اٹھ گئے اور میں امروہہ کیلئے روانہ ہوا۔ ۲۷ر رمضان المبارک کو جب میں حضورؒ کے دولت کدہ پر پہنچا تو جنازہ تیار تھا''۔

آپ بچپن ہی سے خواہ سفر میں ہوں یا حضر میں، پنج وقتہ نماز کے علاوہ تہجد، اشراق، چاشت اور اوابین کی نمازیں پابندی کے ساتھ نہایت خشوع

وخضوع سے پڑھتے تھے۔ ہر فرض نماز کے بعد تسبیح فاطمہ کا وِرد آپ کا معمول تھا نیز اکثر صلوۃ التسبیح پڑھا کرتے تھے۔اس کے علاوہ آپ سلاسل عالیہ میں رائج اوراد ووظائف کا وِرد پابندی سے کرتے تھے اور اپنے خاص مریدوں کو ان کے وِرد کی تلقین فرماتے تھے۔

حلقہ اُرادت اور خلفاء

آپ کے مریدوں کا دائرہ کافی وسیع ہے آپ ان کے علاقوں میں مسلسل تبلیغی دورے کرتے رہتے تھے،اس سلسلہ کو جاری رکھنے کے لئے آپ نے حسب ذیل لائق وفائق مریدوں کو خرقۂ خلافت بخشا۔

۱۔غزالیٔ زماں حضرت علامہ شاہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز۔ملتان

۲۔حافظ سید جمیل احمد صاحب کاظمی صاحب قدس سرہ العزیز۔کراچی

۳۔ظہور احمد صاحب۔ پھول بہڑ (لکھیم پوری کھیری)

۴۔مولانا لیاقت حسین صاحب۔تلہر

۵۔مولانا سید محمد عقیل کاظمی (آپ کو بیعت وسلوک کی اجازت حضرت علامہ کے خلیفۂ مجاز ظہور احمد نے دی)

۶۔مولانا سید نور الامین کاظمی (آپ کو بیعت وسلوک کی اجازت حضرت علامہ کے خلیفہ ومجاز اوّل حضرت غزالیٔ زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی نے دی)۔

۷۔مولانا ملک محمد خانصاحب۔نکوڑ،سہارنپور

۸۔حکیم سید محمد احمد صاحب بانی ومہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ وصابری جامع مسجد

Scanned by CamScanner

سہارنپور آپ کو بیعت وسلوک کی اجازت حضرت علامہ کے خلیفۂ مجاز مولانا سید نورالامین کاظمی صاحب نے دی ہے۔

۹۔ حکیم عبدالعزیز صاحبؒ۔ بہٹ، ضلع سہارنپور

شاعری

حضرت علامہ دورِ حاضرہ کے سب سے بڑے عالم دین تھے، جملہ علوم دینیہ پر کامل عبور رکھتے تھے۔ خصوصاً علم حدیث، فقہ اور نحو میں آپ کا جواب نہ تھا، شعر گوئی کا ذوق بچپن سے تھا۔ خاکی تخلص کرتے تھے۔ کسی سے اصلاح کے طالب نہیں ہوئے، تمام کلام حمد، نعت، مناقب اصحابِ کبار واہل بیتِ اطہار اور اولیاء کرام پر مشتمل ہے، ایک ضخیم دیوان اردو میں اور ایک فارسی میں یادگار چھوڑے ہیں، اردو دیوان کا کچھ حصہ تین حصوں میں نور و نکہت، نور رحمت اور عرفان خاکی کے نام سے احقر مولف تذکرہ ہذا نے ترتیب دیکر شائع کرادیا ہے۔

حضرت علامہ میلاد خوانی بھی کرتے تھے۔ ان مبارک محفلوں کی برکت اور آپ کی فکر انگیز پر تاثیر تقاریر کے اثرات سے سرزمین امروہہ میں الفتِ سرکار انس وجاں اور سنیت کا بول بالا تھا، امروہہ کے دور دراز محلّوں اور اطراف وجوانب کے دیہاتوں میں میلاد پاک کی محفلیں منعقد ہوتیں جن میں سے بیشتر محفلوں میں آپ کو مدعو کیا جاتا تھا۔

ایفائے عہد

آپ حسب وعدہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پیدل تشریف لے جاتے،

Scanned by CamScanner

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ موسم خراب ہے، بارش کی جھڑی لگی ہوئی ہے، تمام ساتھی کہہ رہے ہیں کہ ایسے میں محفلِ میلاد شریف کیسے منعقد ہوگی اور کون سننے آئے گا، لیکن آپ فرماتے نہیں! بھئی ہم وعدہ کرچکے ہیں اندھیری رات ہے، سڑکیں کیچڑ اور پانی سے بھری ہوئی ہیں، اور آپ ہیں کہ اپنے ساتھیوں سمیت بھیگتے بھاگتے بانیٔ محفل کے یہاں پہونچ جاتے ہیں وہ کہتا ہے کہ حضور! میں نے تو موسم کی خرابی کی وجہ سے کوئی انتظام ہی نہیں کیا۔ پھر ایسی حالت میں کون سننے آئے گا۔ مجھے آپ کے آنے کی کوئی توقع ہی نہیں تھی۔ آج ملتوی رکھئے۔ موسم صاف ہونے پر کوئی دن مقرر کرلیں گے، آپ فرماتے ٹھیک ہے، لیکن آپ کے گھر والے تو موجود ہیں، تھوڑی دیر وہی سن لیں گے، کبھی ایسا ہوتا کہ بانی محفل راضی ہو جاتا اور کبھی واپس آنا پڑتا، آپ کے ساتھیوں کو یہ تکلیف کھلتی تھی، لیکن آپ کی پیشانیٔ مبارک پر کبھی ناگواری کے آثار نظر نہیں آئے۔

اکثر ایسا ہوتا تھا آپ نے میلاد پاک میں شرکت کا وعدہ فرمالیا ہے اور اسی تاریخ کو کوئی اہم کام لاحق ہوگیا ہے تو آپ یہ نقصان گوارہ کرلیتے اور وعدہ کے مطابق محفلِ میلاد شریف میں شرکت فرماتے، یہ ایفائے عہد محض جلسوں تک ہی محدود نہ تھا بلکہ کسی معاملہ میں بھی آپ وعدہ خلافی کے کبھی مرتکب نہیں ہوئے۔

بعض علماء کا عام دستور ہے کہ جب ان کو کسی جلسہ میں تقریر کیلئے مدعو کیا جاتا ہے تو وہ پہلے اپنی مصروفیات اور ناسازیٔ طبیعت کا اظہار کرتے ہیں

Scanned by CamScanner

اور پھر ہزار ہا نخروں کے بعد آمد ورفت کا کرایہ اور تقریر کرنے کا گرانقدر معاوضہ کی بات کرتے ہیں۔سب کچھ طے ہو جانے کے بعد بڑے ناز وانداز کے ساتھ قیمتی لباس زیب تن کئے کرّ وفر کے ساتھ تشریف لاتے ہیں، کھانے میں، مرغ، بکرا اور دیسی گھی سے کم پر رضا مند نہیں ہوتے، جلسہ گاہ میں داخلہ کے وقت ضروری سمجھتے ہیں کہ منتظمین، حاضرین جلسہ کو پھاندتے ہوئے ان کے استقبال کے لئے دوڑیں اور بڑے بڑے خطابات کے ساتھ ان کی شان میں نعرے بلند کریں۔اسٹیج پر بیٹھے ہوئے علماء اور دیگر حضرات ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جائیں، بیچارہ مقرر (جو ان کی آمد سے پہلے تقریر کر رہا ہے) اور سامعین ان کی اس مذموم حرکت کو بے بسی کے ساتھ برداشت کرتے ہیں۔

مولانا صاحب تقریر سے پہلے سفر کی تکان، ناسازیٔ طبیعت اور گھریلو پریشانیوں کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں۔

حضرت علامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کبھی نہ تو آمد ورفت کا کرایہ طے کیا اور نہ ہی نذرانہ کی رقم محض دعوت نامہ پاکر روز آنہ کے سادہ کپڑے پہنے ہوئے جلسہ میں شرکت کیلئے تشریف لے جاتے، سامانِ سفر میں آپ کے پاس ایک کپڑے کا تھیلا ہوتا جس میں ایک جوڑا پہننے کے کپڑے، پانوں کی ڈبیہ، چھالی تمباکو کا بٹوا اور رومال ہوتا تھا۔تھرڈ کلاس میں سفر کرتے اور اسٹیشن سے پاپیادہ چل کر جلسہ گاہ میں پہنچتے۔جیسا کھانا آپ کے سامنے رکھدیا جاتا کھالیتے۔بسا اوقات ایسا ہوتا کہ آپ کے پہونچنے سے پہلے جلسہ شروع

ہو گیا ہے اور آپ خاموشی سے بغیر کھائے ہوئے جلسہ گاہ میں سامعین کی صف میں بیٹھ جاتے ، دورانِ تقریر اگر آپ سے اسٹیج پر تشریف فرما ہونے کو کہا جاتا تو سخت ناراض ہوتے اور فرماتے کہ یہ آداب محفل کے خلاف ہے۔

جو علماء آپ سے واقف نہیں تھے ،آپ کی ظاہری حالت سے آپ کی شخصیت اور علمیت کا اندازہ نہ کر پاتے اور آپ کو ایک معمولی آدمی تصور کرتے لیکن جب آپ کی تقریر سنتے تو دریائے حیرت میں غوطے کھانے لگتے تھے۔

چونکہ آپ معقولات اور منقولات کے فاضل تھے۔ منطق اور فلسفہ پر کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ علوم دینیہ خصوصاً علم حدیث اور فقہ میں آپ کا ثانی نہ تھا۔ اسلئے آپ کی تقریر پیچیدہ سے پیچیدہ علمی مسائل کے حل ، اسرار ورموز کے انکشافات ،لطیف نکات اور اشارات پر مشتمل ہوتی تھی لیکن انداز بیان اس قدر سلجھا ہوا ہوتا تھا کہ آپ کی ہر ایک بات ہر ایک عالم وعامی کے دل ودماغ میں سماتی ہوئی روح کی گہرائیوں میں اترتی چلی جاتی تھی۔

اگر چہ آپ اپنی تقاریر میں نہایت سادہ اور عام فہم زبان استعمال کرتے تھے لیکن اس میں پرُلطف شیرینی ، جاذبیت وکشش اور بلا کی تاثیر ہوتی تھی ، اس میں دریاؤں کی روانی اور آبشاروں کی نغمگی کا لطف سمویا ہوتا تھا۔

آپ اپنی تقریروں میں منطقی استدلال اور ٹھوس حوالوں کے ساتھ اپنے عقائد کی بات کرتے اور عقائد باطلہ کا رد لیکن اس انداز سے کہ مخالفین بھی واہ واہ کرتے اور کہہ اٹھتے کہ حقیقت تو یہی ہے جو مولانا فرمارہے ہیں۔

سہارنپور کے کہنہ مشق استاد شاعر جناب واصف عابدی صاحب

فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے طے کیا کہ مولائے کائنات حضرت علیؓ کے یوم ولادت پر امام بارگاہ میں کسی سنی عالم کی تقریر کرائیں چنانچہ میں نے اپنے دوست جناب سید محبوب الٰہی رضوی سے اس کا ذکر کیا اور کہا آپ کسی اچھے عالم کو مدعو کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے استاد مکرم حضرت علامہ سید محمد خلیل کاظمیؒ امروہوی سے جو ان دنوں سہارنپور کے دورے پر تھے، رجوع کیا اور ان کو امام بارگاہ میں تقریر کرنے پر آمادہ کر لیا۔ ہم نے حضرت علامہ کا نہایت شاندار استقبال کیا اور نعروں کے ساتھ ان کو ممبر خاص پر بٹھایا۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خصوصاً اور باقی خلفاء راشدین کے باہمی تعلقات، محبت و مودت پر اہل تشیع کی معتبر کتب کے حوالوں سے ایسی اثر انگیز اور مدلل تقریر کی کہ تمام سامعین واہ واہ کہہ اٹھے، آج بھی اس تقریر کو عابدی صاحب اور دیگر اشخاص یاد کرتے ہیں۔

ریاست بھاولپور میں ہر سال ریاست کی جانب سے عید میلاد النبی ﷺ کی مبارک تقریبات کے سلسلہ میں سیرت پاک کا عظیم الشان جلسہ ہوتا تھا جس میں حضرت علامہؒ کے برادر خورد، شاگرد رشید و خلیفۂ مجاز حضرت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ خصوصی مقرر کی حیثیت سے شرکت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت علامہؒ کے قیام ملتان کے دوران ایسا اتفاق پیش آیا کہ حضرت غزالی زماں نے اکاڑہ کے جلسہ میں شرکت کی حامی بھر لی۔ اس لئے آپ نے حضرت علامہ سے درخواست کی کہ بھائی صاحب آپ میرے بدلے بھاولپور تشریف لے جائیں۔

بھائی کے کہنے پر آپ اپنے صاحبزادہ بزرگ مولینا سید محمد عقیل کاظمیؒ صاحب کو اپنے ہمراہ لے کر حسب معمول جو لباس پہنے ہوئے تھے اسی لباس میں بھاولپور کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب گاڑی بھاولپور کے اسٹیشن پر پہنچی تو دیکھا کہ پلیٹ فارم دولہن کی طرح سجایا گیا ہے، لوگ ہار اور گجرے لئے کھڑے ہیں، گاڑی رُکتے ہی فرسٹ کلاس کے ڈبہ کے آگے بھیڑ لگ گئی۔ لوگ شور مچانے لگے۔ شاہ صاحب نہیں ہیں۔ شاہ صاحب نہیں ہیں۔ آپ تھرڈ کلاس کے کمپارٹمنٹ سے اتر کر پلیٹ فارم پر آئے۔ مولانا عقیل احمد صاحبؒ نے کہا ابا میاں! ان لوگوں کو بتلا دیجئے کہ شاہ صاحب کی جگہ آپ تشریف لائے ہیں لیکن آپ نے فرمایا ہمیں ان خرافات میں نہیں پڑنا۔ یہ کہہ کر آپ خاموشی سے اسٹیشن سے باہر آگئے اور پیدل چل کر جلسہ گاہ تک پہنچے۔ مغرب کی اذان ہو رہی تھی۔ اسلئے آپ سیدھے مسجد میں چلے گئے۔ وہاں کے امام صاحب نے آپ کو نماز پڑھانے کو کہا، آپ نے نماز پڑھائی، نماز کے بعد آپ نے فرمایا۔ احمد سعید اکاڑہ منڈی چلے گئے ہیں۔ انہوں نے مجھے بھیجا ہے، منتظمین کو اطلاع کر دو۔ یہ کہہ کر پھر آپ نماز میں مشغول ہو گئے۔

آپ کی ظاہری حالت دیکھ کر انتظامیہ کے اراکین کو مایوسی ہوئی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے آپ سے کہا، ''ہمارا کام آپ سے نہیں بنے گا ہم جا کر شاہ صاحب کو لے کر آتے ہیں''۔ آپ نے فرمایا آپ لوگ نہیں پہنچ سکتے وہ جا چکے ہوں گے۔ مولانا عقیل صاحب کا بیان ہے کہ انہوں نے یکے بعد دیگرے تین گاڑیاں اسٹارٹ کیں لیکن کوئی بھی کار

سو دو گز سے آگے نہ بڑھ سکی۔ اس بھاگ دوڑ میں کسی نے آپ سے کھانے کو بھی نہیں پوچھا یہاں تک کہ عشاء کا وقت ہو گیا۔ آپ نے نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد بھی آپ کافی دیر تک مسجد میں تشریف فرما رہے۔ آخر چند منتظمین آپ کے پاس آئے، ایک نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''کیا آپ تقریر کر سکیں گے؟'' آپ نے فرمایا، ''اللہ مالک ہے''۔ انہوں نے طنزیہ انداز میں کہا اچھا آپ ہی چلئے، شاہ صاحب نے ہمیں دھوکہ دے کر اچھا نہیں کیا۔ آپ نے جواباً فرمایا ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو شاہ صاحب کی کمی محسوس نہ ہو گی۔

زبردست انتظام تھا۔ برقی قمقموں اور آرائش کے سامان سے پورا پنڈال بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔ ہزارہا سامعین موجود تھے۔ آپ نے اسٹیج پر رونق افروز ہو کر دعاء کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ دعا کے بعد مولانا عقیل صاحبؒ نے آپ ہی کی کہی ہوئی نعت پاک۔ نورِ مجسم نیرِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت خوش الحانی کے ساتھ پڑھی۔ سامعین نے اسٹیج پر روپے پیسے پھینکنے شروع کر دئے نعتِ پاک کے چند ہی اشعار پڑھے گئے تھے کہ آپ نے مولانا عقیل صاحبؒ کو خاموش ہو جانے کا اشارہ کیا۔ ان کے خاموش ہو جانے پر آپ نے سامعین سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کسی نے آپ کو نعتِ پاک سننے کے آداب نہیں سکھائے۔ پیسے تماشہ گاہوں میں پھینکے جاتے ہیں۔ یہاں جانیں نچھاور کرنے کا مقام ہے۔ اتنا کہہ کر آپ نے خطبہ شروع کیا۔ تمام جلسہ گاہ میں ایک سناٹا سا چھا گیا۔

Scanned by CamScanner

ابتداء میں آپ کی آواز نہایت پست تھی، منتظمین پر مایوسی طاری ہو گئی لیکن خطبہ ختم ہوتے ہی آپ کی آواز رفتہ رفتہ بلند ہوتی گئی اور منتظمین کے چہرے کھلتے گئے، ان دنوں لاؤڈ اسپیکر پر پابندی تھی، ۱۲/ بجے لاؤڈ اسپیکر بند کر دیے لیکن سامعین بدستور خاموشی سے تقریر سن رہے تھے۔ مولانا عقیل صاحبؒ کا بیان ہے کہ سامعین کی حیران کن خاموشی سے میرے دل میں یہ خیال آیا کہ شاید قبلہ کی آواز ان تک نہیں پہنچ رہی ہے ورنہ کچھ تو آوازیں بلند ہوتیں۔ آخر میں اسٹیج سے جلسہ گاہ کے آخری کنارے تک پہنچا تو آپ کی آواز یہاں بھی اسی طرح سنائی دے رہی ہے جس طرح اسٹیج پر بلاشبہ یہ آپ کی کرامت تھی۔ تقریر جاری تھی اور سامعین پر کچھ ایسی محویت طاری تھی کہ وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہمہ تن گوش بنے سن رہے تھے کہ فجر کی آوازیں بلند ہوئیں آپ خاموش ہو گئے۔ جب اذان ختم ہوئی آپ فوراً بارگاہِ رسالت مآب میں کھڑے ہو گئے، پچیس تیس ہزار انسانوں کی آوازیں ایک ساتھ درود و سلام کے لئے بلند ہوئیں، عجب سحر انگیز اور وجد آفریں سماں تھا۔ سلام کے بعد دعا فرمائی اور مسجد میں تشریف لے گئے۔ مسجد میں لوگ کہنے لگے حضور! تشنگی باقی رہ گئی۔ آپ نے مسکرا کر جواب دیا اگر تشنگی ہی بجھ گئی تو باقی کیا رہا۔ تشنگی زندگی کی علامت ہے اور ایمان کی حرارت کا نشان ہے۔

نماز سے فارغ ہو کر آپ نے فوراً صاحبزادہ مولانا عقیل صاحبؒ کو ساتھ لیا اور اسٹیشن پہنچے، گاڑی کھڑی تھی، جلدی سے ٹکٹ خریدے اور سوار ہو گئے، اِدھر اِنتظامیہ کے اراکین ایک دوسرے سے معلوم کر رہے تھے کہ

حضرت علامہ کہاں ہیں؟ کسی نے بتایا کہ ان کو اسٹیشن کی طرف جاتے ہوئے دیکھا ہے۔فوراً کئی افراد اسٹیشن پر پہنچے تو گاڑی پلیٹ فارم چھوڑ چکی تھی۔ تمام منتظمین بے حد پشیمان تھے کہ ہم نے حضرت علامہؒ کے نہ قیام کا بندوبست کیا اور نہ کھانے کو پوچھا۔آخر ان کا ایک وفد ملتان پہنچا، اپنے رویہ کی معافی چاہی اور لفافہ پیش کیا۔آپ نے فرمایا آپ لوگوں نے کوئی غلطی نہیں کی اور ان کو لفافہ واپس کرتے ہوئے کہا میں اس کا حقدار نہیں ہوں انہوں نے بہت منت کی لیکن آپ رضا مند نہ ہوئے۔

بھاولپور کی تقریر نے آپ کی ہر طرف شہرت کردی۔چاروں طرف سے دعوت نامے آنے لگے۔آپ نے یہ سوچتے ہوئے کہ میں نے اپنے بھائی کو جس مقصد کے تحت یہاں مامور کیا ہے اس مقصد کے حصول میں رکاوٹ نہ پیدا ہوجائے۔آپ حج بیت اللہ وزیارت روضہ مطہرہ رسول اللہ ﷺ کیلئے تشریف لے گئے۔حج سے امروہہ واپس آئے اور پھر کبھی ملتان نہیں گئے۔

کشف وکرامات

ا:۔آپ کی شخصیت میں جمال وجلال کا ایسا متناسب ومتوازن امتزاج تھا کہ دیکھنے والے کے دل پر بیک وقت آپ کی الفت وعظمت غالب آجاتی تھی۔اکثر لوگوں نے مشاہدہ کیا ہے کہ آپ کسی ایسی مسجد میں جہاں آپ کو جاننے والا کوئی نہیں ہے نماز ادا کرنے کیلئے تشریف لے گئے ہیں، امام صاحب مصلّٰی پر کھڑے ہیں۔آپ کو دیکھتے ہی مصلّٰی سے ہٹ گئے ہیں اور آپ کے پیچھے نماز ادا کی ہے۔

Scanned by CamScanner

۲:۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ آپ سفر کے ارادہ سے ریلوے اسٹیشن جا رہے ہیں ابھی آدھا راستہ طے کیا ہے کہ گاڑی آگئی ہے لوگ کہہ رہے ہیں کہ گاڑی آچکی ہے اب جانا بے کار ہے۔ لیکن آپ استقلال سے اسٹیشن پہنچتے ہیں گاڑی کھڑی ہوئی ہے اور آپ ٹکٹ خرید کر سوار ہو جاتے ہیں اور آپ کے سوار ہوتے ہی گاڑی چل دی ہے۔

بارہا مشاہدہ میں آیا ہے کہ آپ اسٹیشن پہنچے ہیں۔ گاڑی آنے میں دیر ہے۔ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ اسٹیشن والی مسجد میں نماز ادا کرنے چلے آتے ہیں۔ ابھی نماز ادا نہیں کی کہ گاڑی آگئی ہے آپ اطمینان سے نماز باجماعت ادا کرتے ہیں، سنتیں اور نوافل پڑھتے ہیں اور اطمینان سے گاڑی میں سوار ہو جاتے ہیں۔

کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا ہے کہ آپ اسٹیشن پر تشریف لائے ہیں معلوم ہوا کہ گاڑی لیٹ ہے تو آپ گاڑی کا انتظار نہ کر کے اگلے اسٹیشن سے گاڑی پکڑنے کے لئے پیدل چل پڑتے ہیں ابھی آپ راستہ ہی میں ہیں کہ گاڑی آگئی ہے اور آپ اسی رفتار سے چل کر اسٹیشن پر پہنچ جاتے ہیں، گاڑی کھڑی ہوئی ملی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ گاڑی راستہ ہی میں رک گئی ہے اور آپ کے سوار ہوتے ہی چل پڑی ہے۔

۳:۔ شاہجہانپور کے زمانہ قیام میں آپ ایک روز رنگین چوپال میں اپنے معتقدین کے ساتھ بیٹھے ہوئے وعظ و نصیحت فرما رہے تھے کہ ایک بوڑھا کمہار آیا وہ بری طرح روتا تھا۔ آپ نے اس سے رونے کا سبب پوچھا کمہار نے کہا

دوسال ہو گئے ہیں۔ میری بیوی بھاگ گئی ہے۔ ایک صاحب نے استہزائیہ لہجے میں اس سے پوچھا کہ کس کے ساتھ بھاگ گئی، کمہار نے کہا اس بڑھیا کو کون بھگا کر لیجاتا وہ غصہ ہو کر خود گھر سے بھاگ گئی ہے یہ کہہ کر وہ بری طرح رونے لگا۔ آپ نے اس کو تسلی دی اور فرمایا جا تیری بیوی فلاں پیڑ کے نیچے کھڑی ہے وہ کمہار دوڑتا ہوا اس پیڑ کے پاس پہنچا۔ حاضرین کی حیرت کی انتہاء نہ رہی کہ وہ بوڑھا کمہار اپنی بڑھیا کا ہاتھ پکڑے ہوئے آپکے پاس آرہا ہے۔

۴:۔ ۴۶۔ ۱۹۴۵ء کا ذکر ہے کہ آپ سفر حج سے امروہہ واپس تشریف لائے تھے آپ کے مرید خاص حافظ سلامت اللہ قریشی صاحب مرحوم نے آپ کی دعوت کی۔ آپ چند خواص کیساتھ ان کے یہاں تشریف لے گئے۔ حافظ صاحب مرحوم اپنے صاحبزادے شہادت اللہ صاحب کو جن کی عمر اس وقت ڈیڑھ دو سال کی تھی، گود میں لے کر آپ کے پاس دعائے خیر کیلئے لائے، بچہ نے بائیں ہاتھ سے سلام کیا، آپ نے حافظ صاحب مرحوم کو ٹوکا، تم نے صاحبزادے کو داہنے ہاتھ سے سلام کرنیکی تربیت نہیں دی۔ حافظ صاحبؒ نے چشم نم ہو کر ادب سے جواب دیا حضور! اس کا داہنا ہاتھ پیدائشی طور پر مفلوج ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں! تم اس کو داہنے ہاتھ سے سلام کرنے کو کہو۔ حافظ صاحب نے بچہ کو داہنے ہاتھ سے سلام کرنے کو کہا۔ اس نے بڑی دقت سے اپنے داہنے ہاتھ کو دقت کے ساتھ حرکت دی اور سلام کیا۔ اس وقت سے آج تک شہادت اللہ کا داہنا ہاتھ بالکل درست کام کر رہا ہے۔

Scanned by CamScanner

وفات

۲۶ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ کو حضرت علامہؒ پیلی بھیت سے اور آپ کے صاجزادہ صغیر احمد انبالہ سے امروہہ آرہے تھے، مرادآباد کے اسٹیشن پر دونوں کی ملاقات ہوئی۔ افطار کا وقت مرادآباد میں ہوگیا تھا۔ آپ نے ایک کھجور سے روزہ افطار کیا۔ عشا کے وقت گھر پہنچے۔ طبیعت ناساز تھی۔ ایک پیالی چائے کے علاوہ آپ نے کچھ کھایا پیا نہیں۔ عشا کی نماز اور تراویح ادا کر کے آپ نے اہل خانہ سے کہا کہ آج شب قدر ہے میرے پڑھنے میں مخل نہ ہونا یہ کہہ کر آپ پلنگ پر دراز ہوگئے اور کلام پاک کی تلاوت شروع کردی۔ حالت لمحہ بہ لمحہ غیر ہوتی جارہی تھی۔ تمام اہل خانہ پریشان تھے، لیکن آپ تلاوت میں مصروف تھے۔ صغیر احمد ڈاکٹر زاہد خان کو لائے۔ بار بار پوچھتے کہ سحری کا وقت تو ختم نہیں ہوا۔ آپ کو کہا جاتا کہ ابھی سحری کا وقت باقی ہے، آپ کو جو دوا دی جاتی آپ اس کو نکال دیتے، فجر کی نماز کا وقت ختم ہو چکا تھا، آپ کی زبان مبارک پر قرآن کریم کی آخری سورت تھی یکایک کلمۂ شہادت پڑھا اور جان جان آفریں کے سپرد کر کے واصل بحق ہوگئے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

یہ بھی آپ کی سیرتِ پاک کا ایک روشن پہلو ہے کہ آخر وقت تک آپ نے کسی سے کوئی خدمت نہیں لی اور نہ کسی کو کوئی تکلیف دی۔

احقر انبالہ میں تھا، میرے بیٹے کا سالانہ امتحان ہونے والا تھا، اس لئے میں نے عید کی چھٹی میں امروہہ جانے کا ارادہ ترک کردیا تھا۔ الوداع جمعہ

کو جامع مسجد انبالہ کینٹ میں ختم کلام پاک کی تقریب تھی اور اس کا انتظام احقر کے سپرد تھا، تمام انتظامات مکمل کر کے اور امام صاحب کو ذمہ دار بنا کر میں عصر کی نماز کے بعد گھر واپس آ رہا تھا، راستہ میں ایک مجذوب صفت شخص نے کہا او مولوی! جلد امروہہ پہنچ ورنہ زندگی بھر پچھتائے گا۔ افسوس! میں اس رمز کو نہیں سمجھا اور اس کو کوئی جاسوس خیال کر کے تیزی سے گھر واپس آ گیا۔ ہفتہ کو میں اول وقت ہی بلوں کی ادائیگی اور عید کا سامان لینے کی غرض سے گھر سے نکل کھڑا ہوا، تمام دن اسی میں گزر گیا۔ افطار کے وقت میں جائے قیام پر آیا تو بیوی اور بچہ کو دروازے پر کھڑا دیکھا۔ مجھے دیکھتے ہی میرے ایک ساتھی جناب کوثر علی جعفری چائے کی پیالی لئے ہوئے آئے اور کہا روزہ افطار کر لو میں بے حد حیران تھا کہ آخر یہ کیا معاملہ ہے۔ چائے کے گھونٹ سے روزہ افطار کیا اور گھبرا کر پوچھا کہ معاملہ کیا ہے؟ کوثر صاحب نے کہا انتہائی افسوس ہے کہ آپ کے والد ماجد واصل بحق ہو گئے۔ دس بجے ٹیلی گرام آیا تھا۔ اس وقت میری جو حالت ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ اسی رکشہ میں جس میں سامان لایا تھا بیوی بچہ کو بٹھا کر اسٹیشن پر آیا۔ گاڑی کھڑی ہوئی تھی اور ٹکٹ گھر پر مسافروں کی ایک لمبی قطار کھڑی تھی۔ میں گھبراہٹ میں کبھی کھڑکی کے پاس جاتا اور کبھی قطار میں کھڑا ہو جاتا، کھڑکی سے تین چار مسافروں کے بعد ایک شخص کھڑا ہوا تھا، مجھ سے معلوم کیا اس قدر پریشان کیوں ہو؟ میں نے جواب دیا میرے والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے اور مجھے اس گاڑی سے جانا اس نے کہا تمہارے والد صاحب کا کیا نام تھا

؟میں نے کہا مولانا محمد خلیل امروہوی ۔اس وقت مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میں ایک جنگل میں کھڑا ہوں اور وہ شخص اپنے بال نوچتا، کپڑوں کو پھاڑتا یہ کہتا ہوا بھاگا جارہا ہے، ہائے سب کچھ لٹ گیا، ہائے سب کچھ لٹ گیا، میں ہوش میں نہیں تھا جب ہوش آیا تو خود کو مع بیوی بچہ ٹرین میں سفر کرتا ہوا پایا، بیوی سے پوچھا تم کیسے سوار ہوئے اور ٹکٹ کس نے خرید کردئے، اس نے جواب دیا مجھے کچھ نہیں معلوم۔

دفن کے دوسرے دن امروہہ پہنچے، گھر پر مریدین اور معتقدین بڑی تعداد میں جمع تھے، ہر ایک نے تعزیت پیش کی، اسی موقع پر قاضی مبارک علیؒ نے اجمیر شریف کا واقعہ بیان کیا۔ جناب صوفی تسلیم الدین مرحوم، جناب قاضی محبوب احمد عباسی صاحب مرحوم اور متعدد اصحاب نے بیان کیا کہ ۲۷/ویں شب میں انہوں نے خواب میں دیکھا کہ بزرگوں کا ایک عظیم الشان جلوس آرہا ہے، جس کے آگے ایک سفید گھوڑا نہایت خوبصورت اور سجا ہوا ہے، اس کی ایک راس سبز پوش اور دوسری راس سرخ پوش پکڑے ہوئے ہیں ان کے چہروں سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں پوچھا یہ کیسا جلوس ہے؟ جواب ملا حضرت حسنین پاک علیہم السلام اپنے فرزند مولوی محمد خلیل کو لینے جارہے ہیں یہ گھوڑا انہیں کی سواری کیلئے ہے۔صبح کو معلوم ہوا کہ حضرت علامہ اپنے محبوب حقیقی سے جاملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے جنازہ میں ہزار ہا لوگوں نے شرکت کی ظہر اور عصر کے درمیاں حضرت میر محمد اشرف صاحب قدس سرہٗ کے قدموں میں مدفون ہوئے۔

وفات کے بعد کے حالات

دفن کے ایک ہفتہ کے اندر آپ کا مزار پختہ کرایا گیا جس وقت مٹی ہٹائی گئی تو عجیب پرکیف خوش بو سے سارا محلّہ مہک اٹھا تھا۔

موضع مطلب پور کے قریب حضرت یحیٰی بسنت رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ کا مزار ہے، متعدد اصحاب نے حضرت علامہ کو ان کے مزار شریف کے پاس دیکھا ہے۔

محلّہ میں رات کو نوجوانوں کا پہرہ لگتا ہے، بہت سے لوگوں نے آپ کو مسجد میں آتے ہوئے اور نماز تہجد ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

موضع رسول پور کے ایک صاحب حج بیت اللہ سے شرف یاب ہوکر حضرت علامہ کے گھر تشریف لائے اور سیاہ رنگ کے کپڑے کی ایک پوٹلی والدہ محترمہ کو دیکر کہا، مجھے مولانا صاحب مدینہ منورہ میں ملے تھے انہوں نے یہ سامان دیا ہے اور فرمایا کہ اس کو ہمارے گھر پہنچادینا اور کہنا میں جلدی تم سے ملوں گا۔ والدہ صاحبہ نے یہ پوٹلی بکس میں رکھ دی، چند دنوں کے بعد والدہ صاحبہ کا اچانک وصال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میری چھوٹی ہمشیرہ معین اختر جس کو یہ سب کچھ معلوم تھا۔ اس نے بکس کھولا تو اس میں کچھ نہ تھا۔

Scanned by CamScanner

شجرہ طیبہ خاندان چشتیہ صابریہ

احد صمد لم یلد ! یہ بندہ ہے تیری درگاہ میں سوالی

طفیلِ پیرانِ چشت جائے نہ یہ اجابت سے تیری خالی

خلیل و مختار شاہ حیدر ، شہ امانت، وموسیٰ حافظ

وسیّد اعظم وشاہ سالم، وبھیک میراں وبوالمعالی

و شیخ داؤد شیخ صادق ابوسعید ونظام بلخی

جلال الدین شیخ عبدِ قدّوس، محمد عارف جناب عالی

وہ عارف احمد وعبدِ حق شہ جلال دیں شمس دین، صابر

فرید وقطب و معین وعثمان شریف مودود یوسف عالی

ابو محمد و شاہ احمد جناب اسحٰق، علو ممشاد

شہ ہبیرہ شہ حذیفہ امیر ادہم فضیل والی

وعبدِ واحد شہِ حسن بصریؒ معظم جناب والا

علیؓ شیرِ خدا حبیب احد محمد ﷺ حضورعالی

الٰہی صدقہ میں ان کے کر؛ ان کے نام لیوؤں کو اپنا بندہ

نہ جائے خاکی تیرے کرم سے بہ واسطے ان کے ہاتھ خالی

شجرہ طیبہ خاندان قادریہ

محبت اپنی خلیل ومختار قادری بخش یا الٰہی
بشاہِ حیدر شہ امانت اماں ہو تیری سدا الٰہی
بہ موسیٰ حافظ وسید اعظم وشاہ سالم وبھیک میراں
ابوالمعالی و شیخ داؤد بخش اپنی لِقاء الٰہی
و شیخ صادق و بوسعید و نظام بلخی، جلال مقبول
بعبدِ قدوس و پیرِ قاسم شراب عرفاں پلا الٰہی
بہ پیرِ بدھن و سیّد اجمل و شہِ جہاں گشت پیر پیراں
و شہ جلال و عبید و عیسیٰ جمالِ احمد دکھا الٰہی
عبید فاضل و شیخ فاضل و شمس بوالغیث و شمس افلح
و شمس حدّاد و غوث اعظم قبول فرما دعا الٰہی
بہ بو سعید و بوالحسن بوالفرح نیز عبدِ واحد
و شیخ شبلی، جنید و سرّی کے دامنوں میں چھپا الٰہی
بشیخِ معروف و شیخ داؤد شہِ حبیب و حسن زبصرہ
علی کے صدقہ میں لطفِ ختم الرسل ہو خاکی پہ یا الٰہی

اوراد و وظائف

آپ سلاسل عالیہ میں رائج اوراد و وظائف کا وِرد پابندی سے کرتے اور اپنے خاص مریدوں کو ان کے ورد کی تلقین فرماتے تھے۔ اوراد حسب ذیل ہیں۔

تہجد

تہجد کی نماز میں ۴ یا ۶ یا ۸ یا دس یا ۱۲ رکعت نماز اس طرح ادا کرتے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ۳ بار سورہ اخلاص پڑھتے، نماز کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۱۱ بار درود شریف خاندانی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ ۱۱ بار کلمہ طیبہ ۳ بار، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ۲۰۰ بار پھر کلمہ طیبہ ۳ بار اِلَّا اللّٰہُ، اِلَّا اللّٰہُ، ۴۰۰ بار پھر کلمہ طیبہ ۳ بار، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ ۶۰۰ بار پھر کلمہ طیبہ ۳ بار، اللّٰہ ۲۴ ہزار بار یا جس قدر ممکن ہو پڑھے پھر کلمہ طیبہ ۳ بار اور درود شریف خاندانی ۱۱ بار پڑھے۔

فجر

بعد نماز فجر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّد ۲۰۰ بار، سورہ یٰسین شریف ایک بار، سورہ مزمل شریف ایک بار اور شجرہ شریف ایک بار پڑھتے تھے۔

ظہر

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، ۱۰۱ بار درود خاندانی ۳۲۵۰ بار یا جس قدر ممکن ہو سکے اور جس قدر رہ جاتا وہ عشاء تک پورا کر لیتے تھے۔

ترتیب شریف

عشاء کی دو سنت ادا کرنے کے بعد اور وتر پڑھنے سے پہلے درود خاندانی

گیارہ بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۷۸۶ بار پھر درود شریف خاندانی پڑھنے کے بعد سرننگا کر کے کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر یا ربّاہ بارہ سو بار اس کے بعد درود شریف خاندانی گیارہ بار پڑھے اور اللّٰہ اکبر کہہ کر سجدہ کرے اور سجدہ کی حالت میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی اکیس بار، سورہ اخلاص قل کا لفظ چھوڑ کر پانچ بار یاسمیع یا بصیر یا علیم سات بار پڑھ کر سجدہ سے سر اٹھائے اور سر ڈھک کر گیارہ بار درود شریف خاندانی پڑھے، ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار اور تسبیح فاطمہ ایک بار پڑھے۔

ارشادات

۱:۔ جو قوم اپنی تہذیب چھوڑ کر دوسروں کی تہذیب اپناتی ہے وہ فنا ہو جاتی ہے۔

۲:۔ داڑھی منڈوانا یا کتروانا اور مونچھیں رکھنا خلاف سنت ہے۔ اپنے چہرے کو ایک مرد مومن کا چہرہ بناؤ۔ یہی تمہاری پہچان ہے، جس نے اپنی پہچان کھودی وہ خود ہی گم ہو گیا۔

۳:۔ اگر تحقیق ہے کہ امام کے عقائد باطل ہیں تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

۴:۔ باہمی محبت و اخوت ملت کو سیسہ پلائی دیوار کی طرح مضبوط بناتی اور راہ ترقی پر گامزن کرتی ہے۔

۵:۔ قوموں کا عروج اتحاد باہمی میں اور زوال فرقہ بندی میں ہے۔

۶:۔ دور حاضر میں تقلید ہی ملت اسلامیہ کے اتحاد و بقاء کی ضمانت ہے اور اجتہاد سے انتشار پیدا ہوتا ہے۔

۷:۔ مناظرہ اصلاح عقائد کا حل نہیں بلکہ عقائد باطلہ کو پختہ کرنے، منافرت اور دشمنی کی خلیج کو وسیع کرنے کا ذریعہ ہے۔

Scanned by CamScanner

۸:۔ اپنے مسلک کو دلائل و براہین کے ساتھ اس طرح پیش کرو کہ عقائد باطلہ کا رد بھی ہو جائے اور مخالفین تمہاری بات کو سننا گوارہ کریں۔

ملت اسلامیہ کی موجودہ روش پر آپ روتے تھے۔ آپ نے خیالات کا اظہار آپ نے اپنی مثنوی فریادِ اسلام کیا ہے، ملاحظہ کریں۔

اولاد

آپ کی دو شادیاں ہوئیں، پہلی بیوی سے دو لڑکے مولوی محمد عقیل خلیفہ مجاز حضرت علامہ حافظ ضیاء المتین دونوں بھائی علوم دینیہ اور شعر گوئی میں فخر خاندان تھے اور تین لڑکیاں منورہ خاتون بلقیس فاطمہ اور رابعہ خاتون۔ دونوں بھائی اور تینوں بہنیں وفات پا چکے ہیں۔

دوسری شادی آپ کے چچا حافظ علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سیدہ صدیقہ خاتون کاظمی سے ہوئی جن کے بطن سے چھ لڑکے ہوئے۔ (۱) مرغوب امین کاظمی، ایم۔اے (۲) حکیم صغیر احمد ناشر (۳) مولانا نور الامین کاظمی خلیفۂ مجاز حضرت علامہ، (۴) شان احمد، ایم۔اے۔، یہ چاروں بھائی دینی و دنیاوی علوم کے ساتھ بلند پایہ شاعر بھی ہیں، سر الامین اور قریب احمد وفات پا چکے ہیں۔ چھ لڑکیاں زافرہ خاتون رہبرؔ۔ طریفہ خاتون طریفہؔ۔ بصیرہ خاتون قائدؔ۔ معین اختر ایم۔اے۔، یہ چاروں بہنیں دینی و دنیاوی علوم کے ساتھ شعر گوئی میں لائق فخر ہیں۔ صابرہ خاتون اور فریدہ خاتون وفات پا چکی ہیں۔

فریادِ اسلام

بعد حمدِ پاک اور بعدِ درود
مختصر پیغامِ حق کا ہے ورود

غور سے سن ورنہ پھر پچھتائے گا
کچھ نہ حسرت کے سوا ہاتھ آئے گا

اُف رے مسلم کیا ہے تیرا حالِ زار
کیوں نہیں تجھ کو کسی پہلو قرار

کیوں خفا تجھ سے ترا اقبال ہے
کیوں تو اس ادبار سے پامال ہے

تجھ سے رنجیدہ ہوا عبدِ جلیل
تو ہوا دُنیا کی نظروں میں ذلیل

کیا ہوئی شان جہاں بانی تری
غیر کرتے ہیں نگہبانی تری

خاک پر تیری وہ سلطانی نہیں
چرخ پر پروازِ روحانی نہیں

تیری عالم گیر شہبانی کہاں
تجھ میں حاشا جذبِ ایمانی کہاں

سرنگوں تھے تیرے آگے بادشاہ
آج تو مثلِ بہائم ہے تباہ

دولت دنیا تری ٹھوکر میں تھی
جب مئے وحدت ترے ساغر میں تھی

نیرِّ اعظم تھا تو ناسوت میں
جب تری پرواز تھی لاہوت میں

خلق پر تو رحمتِ غفّار تھا
جب غلامِ احمدِ مختار تھا

تھا کمربستہ جہاں تیرے لئے
جب کہ تو بالکل تھا ربّ کے واسطے

لطفِ باری تجھ پہ خاص الخاص تھا
جب نمازوں میں تری اخلاص تھا

چومتے تھے تیرے ہونٹوں کو ملک
تیرے منہ سے پا کے روزوں کی مہک

مال طیّب سے تو دیتا تھا زکوۃ
دو جہاں کے غم سے پاتا تھا نجات

حج سے مقصد تھا ترا ربّ کی رضا
حج ترا مقبول تو مسعود تھا

فطروں سے روزے کراتا تھا قبول
تیری قربانی سے راضی تھے رسول

Scanned by CamScanner

تیری صورت پیکرِ اسلام تھی — عزّتِ آفاق تیرے نام تھی

تیری سیرت مصطفائی تھی تمام — تجھ کو کرتے تھے فرشتے بھی سلام

دولتِ ایماں سے مالا مال تھا — دو جہاں میں یوں ترا اقبال تھا

علم میں تیرا کوئی ہمسر نہ تھا — وارثِ میراثِ علم انبیاء

جس سے تو مخلوق میں ممتاز تھا — سرفرازی کا تری یہ راز تھا

جنگ تیری تھی خدا کے واسطے — صلح تیری کبریاء کے واسطے

غیر کو تجھ سے کوئی شکوہ نہ تھا — اور تو اپنوں کا خود پروانہ تھا

طالب حق تیرا فریادی نہ تھا — تجھ کو میل جور و بربادی نہ تھا

تیرے اعمالوں سے راضی تھا خدا — عدل کا تیرے جہاں پر رعب تھا

علم کی تیرے کبھی وہ شان تھی — جس پہ مہر جامع القرآن تھی

تھا شجاعت میں وہ تیرا مرتبہ — خلق پر چھایا ہوا تھا دبدبہ

خدمتِ خلق خدا تھا تیرا کام — محو ذکر اللہ تھا تو صبح و شام

تیری ہستی رحمت جبار تھی — مظہر خُلقِ شہ ابرار تھی

اب تو اپنے واسطے ہے خود عذاب — دین سے غفلت میں ہے خانہ خراب

کہتے تھے تجھ کو امانت دار سب — خائن و غادر ہے اب تیرا لقب

وعدہ وعہد و امانت کے خلاف — گالیاں بکنا بہت لاف و گزاف

ہیں یہ چاروں دین میں وجہِ نفاق — تجھ میں یہ موجود ہیں بالاتفاق

کچھ منافق کی سزا معلوم ہے — پانچویں پارے میں جو مرقوم ہے

تیرا پیشہ تھا تھا کبھی کسبِ حلال — سود و رشوت آج ہے تیرا کمال

اپنی صورت سے تجھے نفرت ہوئی — تجھ پہ کیا شیطان کی لعنت ہوئی

تھا ترا محمود فی القرآں لباس — تو نے ہاتھوں سے کیا خود اس کا ناس

Scanned by CamScanner

کس طرح رحمت کا ہو تجھ پر نزول ۔۔۔ رحمتِ عالم ہیں جب تجھ سے ملول
دین کی تعلیم سے جاہل ہے تو ۔۔۔ موت و قبر و حشر سے غافل ہے تو
عالموں کا حال ہے ایسا تباہ ۔۔۔ مانگتی ہے جس سے دوزخ بھی پناہ
کیونکہ اب وہ پیروِ کفار ہیں ۔۔۔ حامیٔ لادین اور زنار ہیں
مولویوں میں کہاں اب معنوی ۔۔۔ جن کو حاصل تھی نبی کی پیروی
قتل ایسوں نے کیا عثمانؓ کو ۔۔۔ شیرِ حق، مولا علیؓ کی جان کو
کربلا کا محشرستاں ان کے نام ۔۔۔ سب پہ کھل جائے گا یہ روزِ قیام
ان میں اکثر منکرِ تقدیر ہیں ۔۔۔ دینِ حق میں لائقِ تعزیر ہیں
منکرِ تدبیر اسلامی ہیں یہ ۔۔۔ لابس ملبوس بدنامی ہیں یہ
ان سے ہی تو نے لیا سب ناخلف ۔۔۔ کس طرح حاصل ہو پھر تجھ کو شرف
ان کے صدقے تو نے ایماں کر دیا ۔۔۔ خود کو زیرِ حکم شیطاں کر دیا
کذب باری پہ ترا ایمان ہے ۔۔۔ اس لئے تجھ سے خفا قرآن ہے
انبیاء کو مثل اپنی جان کر ۔۔۔ کہتا اور لکھتا ہے تو ان کو بشر
تو نے ان کے علم کی یہ قدر کی ۔۔۔ علم حیوانات سے تشبیہ دی
اولیاء سے ہمسری کرتا ہے تو ۔۔۔ ناریوں کی پیروی کرتا ہے تو
اہل قرآں خود کو کہلاتا ہے تو ۔۔۔ سرور عالم کو جھٹلاتا ہے تو
نام رکھتا ہے کبھی اہل حدیث ۔۔۔ اور پھر لکھتا ہے اقوال خبیث
تو نے عیسیٰ کا بنایا ہے مثیل ۔۔۔ پاک مہدی کو کیا تو نے ذلیل
صوفی صافی کوئی ملتا نہیں ۔۔۔ جانب مولیٰ کوئی ہلتا نہیں
تجھ کو مولیٰ پر بھروسہ کچھ نہیں ۔۔۔ پاس تیرے دین کا توشہ کچھ نہیں
جن سے کرنا تھا تجھے حق پر جہاد ۔۔۔ ان کے آگے اپنی لیجاتا مراد

Scanned by CamScanner

تجھ راسخ ہوگئی ہیں بدعتیں — جن کے باعث چھن گئی ہیں نعمتیں

موت سے بھی تجھ کو کچھ عبرت نہیں — اس میں بھی تو پیروئے سنت نہیں ہے

نعمتیں وہ کیا تھیں اسلامی اصول — جو عطا فرما گئے تھے خود رسول ﷺ

اپنے بھائی پر تیری تلوار ہے — خلق میں تو اس سبب سے خوار ہے

ہیں ترے ماں باپ تک تجھ سے خفا — دیکھ کر ہر دم ترا جور و جفا

مسجدیں خالی ہیں تجھ سے صبح وشام — اور تماشہ گاہیں تجھ سے پُر تمام

نفسِ شیطاں کا بنا ایسا غلام — کچھ نہیں خوفِ خدا سے تجھ کو کام

تیری شادی میں ہے شیطانی ہجوم — ایک سنت اور صدہا بد رسوم

ناچ گانا ہوگیا تیری غذا — مجرموں کا تو بنا ہے پیشوا

بد سے بد ذلت گوارہ ہے تجھے — دشمنِ رب کا سہارا ہے تجھے

کسبِ ناجائز کیا تو نے حلال — کس طرح اچھا ہو پھر تیرا مآل

بد سے بدتر ہے زنا عادت تری — لعنت آفاق ہے عشرت تری

تجھ سے رنجیدہ ہوا اسلام یوں — تو ہوا دارین میں ناکام یوں

حیف تجھ میں اب کوئی حیدر نہیں — برق تیغ فاتح خیبر نہیں

تجھ میں کچھ نسبت نہیں عثمان سے — شان وصفِ جامع القرآن سے

عدلِ فاروقی نہیں تجھ میں عیاں — جلوۂ صدیق و پیغمبر کہاں

غوثِ اعظم کی جھلک تجھ میں نہیں — سنجری گُل کی مہک تجھ میں نہیں

پیروی تجھ میں نہیں لقمان کی — تجھ پہ رحمت کیسے ہو رحمان کی

دور ہے اسلام کے آداب سے — اس کے نورِ پاک اور القاب سے

تاک میں تیرے ہے اب قہرِ خدا — اب بھی ناداں ہوش میں آ جاگ جا

ہوش میں آ، اب بھی استغفار کر — پیروئ سیدِ اَبرار کر

اب بھی آجائے اگر تو ہوش میں — رحمتِ ربّ تجھ کو لے آغوش میں
کوشش خوشنودیٔ جبار کر — ڈوبتی کشتی کا بیڑا پار کر
فرش پر بیکس کا جو چارہ ہوا — عرشِ اعظم کا وہی تارہ ہوا
پھر بنالے دل کو مصباح ہدیٰ — کبریا سے مانگ مفتاحِ علیٰ
پھر تری دنیا میں شوکت ہو وہی — پھر تری عقبیٰ میں عزت ہو وہی
رحم کر للہ اپنی جان پر — کفر کو غالب نہ کر ایمان پر
رحم کر گھربار پر اولاد پر — بیکسوں پر ڈال رحمت کی نظر
ظلم سے ظالم کو بھائی باز رکھ — نصرتِ مظلوم کا انداز رکھ
بیکسوں کا چارہ گر بن، کام کر — ایسے روشن مشعلِ اسلام کر
سر سے پاتک پیکرِ اسلام بن — ظاہر وباطن میں نیک انجام بن
پھر چمک جا چار سو آفاق میں — آشنہ لولاک کے اخلاق میں
دین ودنیا کی سعادت لے تمام — رکھ رضا جوئی حق سے اپنا کام
پھول بن کر گلشن اسلام کا — ہر ثمر لاخوب تر انجام کا
بس ہے تیری راستی کا انتظار — دور کب ہے رحمتِ پروردگار
جلد حاصل کر صراط مستقیم — ربّ سے لے کونین میں خوف عظیم
خاک کو سجدوں سے پھر افلاک کر — مرضیٔ شاہنشۂ لولاک کر
نامۂ اعمال اپنا پاک کر — یوں علاج حالتِ غمناک کر
اپنے مقبولوں کے صدقہ میں الٰہ — ڈال اس امت پر رحمت کی نگاہ

خاکیؔ عاصی پہ کر لطف وکرم
دور فرما دین اور دنیا کے غم

Scanned by CamScanner

ذکرِ خلیل

از:۔ سید مرغوب امین کاظمی امروہوی، ایم.اے.

سیّدی مرشدی علامہ خلیل اعلیٰ گہر
مرکزِ فیض رساں رہروحق کے رہبر

خاندانِ نبوی کے ہیں وہ یکتا گوہر
ان کے اجداد میں ہیں ساقیٔ حوضِ کوثر

لختِ زہرا ہیں جگر گوشۂ جانِ حیدر
حُسنِ حسنین کے کیا خوب ہیں زیبا پیکر

اے گلِ سرسبد گلشنِ موسیٰ کاظم
اپنی خوشبو سے بسا میرا دماغ اے گلِ تر

انکی قسمت پہ ہیں سکانِ جناں بھی نازاں
ان کو ورثہ میں ملا صبر و رضا کا زیور

سادگی ضبطِ غضب حلم ومروت اور عفو
انکی سیرت کے ہیں کیا خوب درخشاں جوہر

پیکرِ مہر و وفا، ابرِ سخا، بحرِ عطا
حامیٔ دین و بے باک وحق گو یکسر

انکے دل میں نہ تھی اس دولتِ دنیا کی خلش
حق نے بخشا تھا انہیں صدق وصفا علم وہنر

خوش کلامی جو ہے فطرت تو ہیں باتیں پیاری
نکساری جو ہے عادت تو حیا ہے چادر

صوفی وشاعر ومفتی ومحدث وفقیہ
علم معقول ومنقول کے عالم برتر

زہد وتقویٰ میں تھے فرد عابد شب زندہ دار
باوضو رہتے ہمہ وقت نظر تھی حق پر

ذکر و اذکار سے تھا قلب منور جاری
دل کی دھڑکن سے صدا آتی خدا ہے برتر

علم وعرفان کے وہ بہتے ہوئے دریا تھے
پیاس ہر تشنہ دہن کی وہ بجھاتے اکثر

آپ کی شاعری آئینۂ قرآن وحدیث
بادۂ عشق محمد ﷺ کا ہے پیمانہ مگر

درِ دربار پہ حاضر ہیں عقیدت والے
ان میں شامل ہے یہ کاظم بھی ہو اس پر بھی نظر

تاریخ آئینہ بقا
۱۳۹۰ھ

کیف وصال

از:۔ مولوی سید محمد عقیل کاظمیؒ امروہوی

ماہ رمضان المبارک شب تھی ستائیسویں — چھیڑتی ہے یک بیک دل کی لگن سازِ حیات

آپ تھے اور جلوۂ حق تھا نظر کے سامنے — ہو رہی تھی چپکے چپکے رحمتِ عالم سے بات

پھر ہر اک کو دور یوں فرما دیا نزدیک سے — ہونے والا ہے یہاں پر اجتماع طیبات

آیتِ حمد آپ کی تصویر گویا ہوگئی — اور وارد ہوگئے اربابِ جاویدِ حیات

ایک دم پھر گونج اٹھی بیت خلیلی کی فضا — تھا کلام حق سے ظاہر سرمدی سوزِ حیات

صابری مئے سے ہوا لبریز جام زندگی — دیکھ لو جی بھر کے جس کو دیکھنا ہو ساری رات

اب کہاں تم پاؤ گے اس شہرۂ آفاق کو — زندگی کے واسطے ڈھونڈھا کرو گے تامات

قلب صافی ہو تو جلوہ دیکھ لو اب بھی عقیل

گوش شنوا ہو تو سن لو آج بھی تم ان کی بات

Scanned by CamScanner

لوحِ مزارِ اقدس

آبگینۂ قطعۂ تاریخ وفات

۱۹۷۰ء

مرقدِ علامہ دین سید محمد خلیل محدث اسناد بیان کاظمی امروہوی

۱۳۹۰ھ صائب وجلیل ۱۹۷۰ء

ازافکار عالیہ

مولوی سید حبیب احمد افق کاظمی امروہوی عم پُرغم۔ ملتان شریف

راہیٔ دارالبقاء، گشتہ ازیں دارفنا	شاہ مولانا خلیل کاظمی مردِ نکو
فاضل دارالعلوم عالیہ از رام پور	جامع المعقول والمنقول شستہ گفتگو
حافظ وحاجی مفسر ہم محدث ہم فقیہ	مفتی وصوفیٔ صافی بے ریا و بے غلو
درشریعت در طریقت مستقیم راہِ حق	عابد وزاہد ریاضت کیش دایم باوضو
بود چشتی صابری ہم نقشبندی قادری	در دبستانِ طریقت فیضیاب از چارسو
در مدارس درسِ تفسیر وحدیث وفقہ داد	شد بلادِ چندیوپی مستفید از فیضِ او
شائقِ تبلیغ دین وذکرِ پاکِ شاہِ دیں	نیز واعظ شاعر خاکی تخلص نعت گو

ذاکر و شاغل بماندے چوں بزرگانِ طریق
بیشتر اوقات در خلوت نشستہ قبلہ رو

در تراویح و تہجد می نمودے چند بار
ختم قرآں از حضور قلب و ترتیل نکو

پور سیّد شاہ مختار احمدِ چشتی کہ بود
ابن حضرت حافظ یوسف علی یعقوب خو

رشکِ ہم عصران و فخرِ خاندان دریں زماں
بود در ذاتش نمایاں ہم چو والد رنگ و بو

بر تلامیذ و مریداں مہربان و مشفقے
با عزیزان و رفیقاں ہمدم بہ شگفتہ رو

آہ آں ابن اخی و ہم سن و ہم صحبتم
بے تکلف بے تصنع سادہ وضع و نیک خو

او در امروہہ گزشت و ما بملتاں آمدیم
شد فراق دائمی حالا میانِ ما و او

ربّ اغفرلی و لہٗ از رحمت و لطف و کرم
دہ مقام برتریں در جنت الماویٰ بدو

چوں بخاک گور پنہاں شد خلیلم اے حبیب
کتبۂ لوح مزارش را نمودم جستجو

جملہ احباب و عزیزان حزیں بیساختہ
یک بیک گفتند ہے مولانا خاکی شمع رو

۱۳۹۰ھ

باز تاریخِ وفاتش گفت از من اے اتق
یک الف برخاستہ یغفر و اللّٰہ لہ

۱۳۹۰ھ

ختم شد

خواجہ سراج الدین علامہ خاکیؒ امروہوی

میرا مرشد شہنشاہ جہاں ہے
نبی کی آل، حسان زماں ہے
زمانہ چومتا ہے اس زمیں کو
نشان نقش پا اس کا جہاں ہے
مے وحدت جہاں ملتی ہے تش نوں!
خلیل کاظمی کا آستاں ہے
وہ اپنے وقت کا ابدال بھی ہے
دیوانہ آج بھی اس کا جہاں ہے
دو عالم میں نہیں اس کا ٹھکانہ
کہو احمد جو اس سے بد گماں ہے

حقیر محمد احمد رضا قادری سہارنپوری

Scanned by CamScanner

قطب الاقطاب خواجه سراج الدین

علامه

محمد خلیل کاظمی خاکی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned by CamScanner